www.ahmadiyya.org/qadis/mali-ps-10mar1914.htm

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر در پیش ہے
پر یہی ہیں دوستو اس یار کے پانے کے دن
دوستو اس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
آئیں گے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن
(ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا ہے)

رجسٹرڈ ایل ۱۳۸
قل یا اہل الکتاب آؤ اس بات میں جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے کام کریں یعنی خدا کو وحدہٗ لاشریک ماننے اور اسکی عبادت پر دنیا کو قائم کریں تو اکٹھے ہو کر کام کریں (قرآن کریم)

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن
خدمت دیں کا تو کھو بیٹھے ہو بغض و کیں سے وقت
اب نہ جائیں ہاتھ سے لوگو یہ پچھتانے کے دن
(قیمت سالانہ ۵ روپے) طلبا ء سے ۳ روپے

پیغام صلح

جلد ۱ | لاہور سہ شنبہ مؤرخہ ۱۲ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۲ ہجری مطابق ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء | نمبر ۱۰۱

حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت

جب سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام نے مسیح موعود ہونیکا دعویٰ کیا۔ شاید کسی اور بات پر اتنی ٹھوکر لوگوں کو نہیں لگی جتنی اس بات پر کہ آپ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ لفظ نبی اور رسول حضرت مسیح موعود کے اُن الہامات میں بھی موجود ہیں جو براہین احمدیہ سے بہت زمانہ پہلے کے ہیں اور براہین احمدیہ میں شائع ہوئے۔ اور باوجودیکہ انہی ایام میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ان الہامات پر ریویو شائع کیا۔ لیکن اس امر پر کوئی اعتراض نہ کیا گیا۔ جس کی وجہ سوائے اس کے کچھ نہیں۔ کہ محض ان الفاظ کا الہامات میں آنا قابل اعتراض نہ تھا۔ اس لئے درحقیقت اب جو ان الفاظ کو زیر بحث لایا جاتا ہے تو اس کی وجہ حضرت موصوف کا دعویٰ مسیحیت و مہدویت ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس دعویٰ کے ساتھ ان الفاظ پر بحث شروع ہو گئی اور اس وقت سے لیکر آج تک بڑے بڑے سمجھدار لوگوں نے بھی اس بات پر ٹھوکر کھائی ہے۔

ہمارے ایک محترم دوست کو جن کا میں نام لینا پسند نہیں کرتا یہی غلطی لگی یا کم ازکم ان کے ایک جواب سے جو کسی استفسار پر انہوں نے دیا یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے یہ خیال کیا۔ کہ واقعی حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت و رسالت کا ان الفاظ کے حقیقی معنوں میں ہے۔ خود حضرت مسیح موعود کو اس مسئلہ کو بار بار اسی طرح صاف کرنا پڑا۔ جس طرح وفات مسیح کے مسئلہ کو چنانچہ ابتدائی تحریروں سے جو مسیح موعود کے دعویٰ کے بعد آپ نے لکھیں۔ یہ پایا جاتا ہے کہ اس مسئلہ کے صاف کرنے کی آپ کو کس قدر ضرورت پیش آئی۔ مگر باایں اعتراضات کا سلسلہ بھی بند نہ ہوا اور اس لئے آپ کی تحریریں اس مسئلہ پر اپنے تواتر کے ساتھ پائی جاتی ہیں۔ جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ مثال کے طور پر میں انجام آتھم کی ایک تحریر کو نقل کرتا ہوں جو دعویٰ مسیحیت سے سات آٹھ سال بعد لکھی گئی۔ اس کتاب کے صفحہ ۲۷ کے حاشیہ پر آپ نے پہلے ایک معترض کا قول نقل کیا ہے۔ جو ذیل کے الفاظ میں ہے:۔

"مرزا صاحب کے موافقین اور مخالفین نے پرلے درجے کے افراط و تفریط کی ہے جو شخص یہ کہتا ہو۔ کہ میں قرآن شریف کو مانتا ہوں۔ نماز پڑھتا ہوں۔ روزے رکھتا ہوں اور لوگوں کو اسلام سکھاتا ہوں۔ اس کو کافر کہنا زیبا نہیں۔ مگر ایک عالم کے رتبہ سے بڑھا کر پیغمبری تک پہنچانا بھی نہیں "۔

اس کا جواب آپ نے ذیل کے الفاظ میں دیا ہے۔ جو میں کل کا کل نقل کرتا ہوں گو کسیقدر طوالت ہو جائیگی۔ فرماتے ہیں:۔

"صاحب انصاف طلب کے بیان میں یعنی ان کے پہلے ہی قول شریف میں تناقض پایا جاتا ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو وہ بہت ہی حق پسند بنکر نہایت مہربانی سے فرماتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو کافر کہنا زیبا نہیں۔ اور پھر دوسری طرف اسی منہ سے میری نسبت رائے ظاہر کرتے ہیں۔ کہ گویا میری جماعت درحقیقت مجھے رسول اللہ جانتی ہے۔ اور گویا میں نے درحقیقت نبوت کا دعویٰ کیا ہے اگر راقم صاحب کی پہلی رائے صحیح ہے۔ کہ میں مسلمان ہوں۔ اور قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہوں تو پھر دوسری رائے غلط ہے جس میں ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ میں خود نبوت کا مدعی ہوں۔ اور اگر دوسری رائے صحیح ہے تو پھر وہ پہلی رائے غلط ہے جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور قرآن شریف کو مانتا ہوں کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے۔ وہ کہہ سکتا ہے۔ کہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں۔ صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں۔ مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا۔ کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانیکا احتمال ہے۔ لیکن وہ مکالمات اور مخاطبات جو اللہ جل شانہٗ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں۔ جن میں یہ لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے۔ ان کو میں بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا۔ لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مرسل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے[۱]۔ وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں ہے اور اصل حقیقت جس کی میں علی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں۔ یہی ہے جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا ومن قال بعد رسولنا وسیدنا انی نبی او رسول علی وجہ الحقیقۃ والافتراء وترک القرآن واحکام الشریعۃ الغراء فھو کافر کذاب غرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن فیوض سے اپنے تئیں الگ کرکے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہتا ہے تو وہ ملحد بیدین ہے اور غالباً ایسا شخص اپنا کوئی نیا کلمہ بنائیگا اور عبادات میں کوئی نئی طرز پیدا کرے گا اور احکام میں کچھ تغیر و تبدل کر دے گا۔ پس بلاشبہ وہ مسیلمہ کذاب کا بھائی ہے۔ اور اس کے کافر ہونے میں کچھ شک نہیں۔ ایسے خبیث کی نسبت کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ قرآن شریف کو مانتا ہے "

لیکن یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے۔ بعض اوقات خدا تعالیٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس نبوی سے نبی اللہ لکھا ہے وہ انہی مجازی معنوں کے رو سے ہے جو صوفیہ کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے ورنہ ۔۔۔"

یہ خیال ہے کہ شاید اس کے بعد حضرت مسیح موعود نے کوئی نیا دعویٰ کر دیا ہو بالکل بے بنیاد ہے۔ دعویٰ حضرت صاحب کا جو کچھ تھا حاشیہ رسالہ میں شائع ہو چکا تھا اور وہی دعویٰ آخر تک رہا بلکہ اس دعویٰ کی توضیح ہی بعد میں مختلف تحریروں میں کیگئی ایک غلطی کے ازالہ میں بھی کوئی نیا دعویٰ نہیں صرف انہی اعتراضات کا جواب اور تشریح ہے وہاں ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ پہلے میری نبوت حقیقی رنگ میں نہیں تھی اور مجازی تھی اور اب حقیقی ہو گئی ہے بلکہ وہاں بھی بروزی اور مجازی معنوں میں ہی نبوت کا دعویٰ کیا ہے نہ حقیقی معنوں میں چنانچہ فرماتے ہیں "اور اگر بروزی معنوں کی رو سے بھی کوئی شخص نبی اور رسول نہیں ہو سکتا تو پھر اس کے کیا معنی ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم سو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ان معنوں کی رو سے مجھے نبوت اور رسالت سے انکار نہیں اسی لحاظ سے

کے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا۔ اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا۔ تو پھر بتلاؤ کس نام سے اسکو پکارا جائے" وغیرہ۔

غرض کہ اس اشتہار میں حضرت مسیح موعود نے کوئی نیا دعوے نہیں کیا بلکہ اسی پرانے دعوے کی تشریح کی ہے اور اس اشتہار کے مضمون کو کسی پہلی تحریر کے خلاف بتانا حضرت کی تحریروں میں اپنی طرف سے تناقض پیدا کرنا ہے۔ اگر ایک ہی امر کی تشریح بیس دفعہ کی جائے۔ تو الفاظ تو بیس دفعہ ہی مختلف ہونگے۔ ممکن ہے دلائل کا رنگ بھی بدلا گیا ہو مگر اصل مفہوم ایک ہی رہیگا۔

امید ہے یہ چند الفاظ احمدیوں اور غیر احمدیوں کے لئے حضرت مسیح موعود کے اصل دعوے پر پوری روشنی ڈالنے والے ہونگے۔

خاکسار محمد علی ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح کی وصیت پر کچھ خیالات

گذشتہ پرچہ میں جناب خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی وصیت کے الفاظ بجنسہ ناظرین سے کئے جا چکے ہیں۔ ذیل میں اس کے ایک فقرہ پر چند ایک ضروری خیالات کا اظہار کیا جاتا ہے جو امید ہے کہ ناظرین کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگا۔ کیا ہی پاک اور بے نفس وہ انسان ہے۔ جو اپنی آخری خواہش کا اظہار ان پاک الفاظ میں کرتا ہے:

"میرا جانشین متقی ہو۔ ہر دلعزیز ہو۔ عالم باعمل ہو۔ حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے سلوک چشم پوشی درگذر کو کام میں لاوے!"

لفظ تو تھوڑے ہیں مگر بتاتے ہیں کہ وہ ایک عظیم الشان انسان کے قلب کا عکس ہیں اور یہ کہ اسکی اپنی کوشش ساری زندگی میں اس منصب پر کیا رہی ہے۔ اس کے دل میں پیر بننے کی یا خلافت کی خواہش کبھی نہیں آئی جس کے اس منصب پر آنے کی ابتدا میں ہی جماعت کے لئے ایک سبق ہے۔ اور اسکی اس وصیت میں بھی ایک سبق ہے۔

حضرت مسیح موعود کی وفات ۲۶ مئی کو قریباً دس بجے صبح کے لاہور میں ہوئی اور اگلے دن آپ کی نعش مبارک قادیان میں پہنچی مگر حضرت خلیفۃ المسیح نے کوئی خواہش اس عرصہ میں نہیں کی کہ آپکی بیعت کی جائے۔ اور نہ ہی کیکو اس معاملہ میں اضطراب ہوا۔ معزز احباب کے مشورے کے بعد جب قریباً ڈیڑھ ہزار آدمی کی بالاتفاق یہ خواہش پائی گئی۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح سب جماعت سے بیعت لیں تب آپ نے اس بوجھ کو اپنے سر پر لیا۔ یہ ہے صحیح معنوں میں خدا کا کسیکو خلیفہ بنانا کہ اپنی خواہش کوئی نہیں اور جماعت کا بلا استثنائے شخصے ایک امر پر اتفاق رائے ہے۔ آخر یہ اللہ تعالیٰ کا ہی فضل ہے۔ کیونکہ اور کون سے قلوب پر حکمرانی کر سکتا ہے یہ حکمرانی بھی ایسی کہ خود ان کے اندر یہ خواہش پیدا کر دے کہ وہ ایک شخص کی اطاعت کا جوا سر پر اٹھانے کی خواہش کریں۔

جس طرح پر حضرت خلیفۃ المسیح اس منصب کو لیتے وقت اپنی کوئی خواہش نہ رکھتے تھے اسیطرح اپنی وصیت میں بھی انہوں نے جماعت کو بتا دیا ہے کہ وہ اپنی کسی خواہش کو دخل نہیں دیتے ہاں جماعت کی بہتری کے لئے اسے یہ ہدایت کرتے ہیں کہ وہ کس طرح اور کن صفات کا آدمی چنے۔ اللہ تعالیٰ نے آپکی عمر میں بڑی بڑی برکت دے

[۱] ایسے لفظ ۔۔۔